سوال

(14) چاند کی توثیق کے لیے جدید آلات کا استعمال

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہر سال رمضان اور عید کے موقع پر یہ افسوسناک صورتحال دیکھنے کو ملتی ہے کہ چاند دیکھنے کے مسئلے پر ہمارے درمیان اختلافات رونما ہوجاتے ہیں۔ بسا اوقات یہ اختلافات اتنے شدید ہوتے ہیں کہ ایک ہی شہر کے اندر مسلمان دو گروہوں میں بٹ جاتے ہیں۔ ایک کی آج عید ہوتی ہے تو دوسرا گروہ کل عید مناتا ہے۔ اس سے غیر مسلموں کو ہم پر ہنسنے اور مذاق اڑانے کا موقع مل جاتا ہے۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہم اپنے سارے اختلافات کے باوجود کم از کم رمضان اور عید جیسے موقعوں پر متحد ہوجاتے اور غیر مسلموں کو اپنی قوت واتحاد کا احساس دلاتے۔ لیکن صورتحال یہ ہے کہ چاند کے مسئلے کو لے کر بات بسا اوقات اختلافات سے گزر کر عداوت اور مخاصمت تک پہنچ جاتی ہے۔

کیا مسلمانوں کا ہر سال اس طرح اختلاف کرنا قابل مواخذہ نہیں ہے؟ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ مسلم ماہرین فلکیات کی خدمت اور مشوروں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چاند نکلنے کی تاریخ کے دن کو طے کرلیا جائے۔ آج سائنس ٹیکنالوجی اس قدر ترقی یافتہ ہوچکی ہے کہ انسان کے قدم نہ صرف یہ کہ چاند تک پہنچ چکے ہیں بلکہ اسی ٹیکنالوجی کی مدد سے کسی بھی شہر اور علاقہ کے بارے میں پورے یقین کے ساتھ جانا جاسکتا ہے کہ اس شہر میں چاند کس دن اور کس گھنٹے اور کس منٹ میں نظر آئے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ علم فلکیات کی مدد سے چاند نکلنے کے مسئلہ کو بہت آسانی کے ساتھ حل کیا جاسکتا ہے اور اس طرح ہم ہر سال رونما ہونے والے اختلافات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مختلف صحیح احادیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان اور عید کی آمد کو تین طریقوں سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ ان طریقوں کے بیان سے قبل اس سلسلے میں پائی جانے والی چند احادیث کو پیش کرتا ہوں:

1۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ: فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ" (بخاری ومسلم)

''چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر رمضان ختم کرو۔ اگر (بادل کی وجہ سے) چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے پورے تیس دن مکمل کرلو (شعبان کو تیس دنوں کا تسلیم کر کے رمضان کی شروعات کی جائے)''

2۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"لاتصُومُواحَتیٰ تَرَوُاالْھِلَالَ ، وَلاتفطِرُواحَتیٰ تَرَوْہُ ، فَاِنْ غُمَّ علیکُمْ فاقْدُرُوالَہُ" (بخاری و مسلم)

''روزہ نہ رکھو جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو۔ اور رمضان نہ ختم کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو، لیکن اگر بدلی ہے تو اندازے اور حساب سے روزے رکھو۔"

ان دونوں صحیح احادیث سے معلوم ہوا کہ رمضان اور عید کی آمد کو مندرجہ ذیل تین طریقوں سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔

1۔ چاند دیکھ کر

2۔ شعبان کے پورے تیس دن مکمل کر کے

3۔ اندازے اور حساب کے ذریعے

جہاں تک چاند دیکھنے کا مسئلہ ہے اس سلسلے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ اس معاملے میں دو اور اس سے زائد لوگوں کی گواہی ضروری ہے یا ایک آدمی کی گواہی کافی ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک ایک شخص کی گواہی کافی ہے۔ بعض کم از کم دو شخص کی گواہی کو لازمی قرار دیتے ہیں۔ حنفی مسلک یہ ہے کہ اگر مطلع صاف ہے تو ایک دو آدمی کی گواہی کافی نہیں ہے بلکہ بہت سارے لوگوں کی گواہی ضروری ہے کیونکہ مطلع صاف ہونے کی صورت میں ایسا نہیں ہوسکتا ہے کہ صرف ایک دو آدمی ہی چاند دیکھ سکیں اور باقی نہ دیکھ سکیں۔ ہاں اگر مطلع ابر آلود ہے تو ایک دو آدمی کی گواہی کافی ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مطلع صاف ہو یا ابر آلود اگر شعبان کی انتیس تاریخ کو کسی نے بھی چاند نہ دیکھا تو ایسی صورت میں شعبان کے تیس دن مکمل کر کے رمضان کا آغاز ہوگا۔ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ ہم شعبان کی ابتدا اور اس کی تاریخوں کا بھی حساب رکھیں کیونکہ جب تک ہمیں یہ نہیں معلوم ہوگا کہ آج شعبان کی 28 تاریخ ہے یا ستائیس، اس وقت تک 29 یا تیس تاریخ کا تعین کیسے ہوسکتا ہے۔ اس بنا پر ضروری ہے کہ امت مسلمہ کے ذمے دار حضرات تمام قمری مہینوں کے حساب و کتاب کا اہتمام کریں کیونکہ ہر مہینہ دوسرے مہینے سے جڑا ہوا ہے۔

چاند کے اثبات کا تیسرا طریقہ حدیث میں یوں بیان ہوا ہے "فَاقْدُرُوالَہُ" احناف اور جمہور علماء و فقہاء اس جملہ کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں کہ مطلع ابر آلود ہونے کی صورت میں چاند کو تیس دن کا تصور کر لیا جائے گا اور شعبان کے تیس دن مکمل ہونے کے بعد رمضان کی شروعات ہوگی۔ لیکن امام ابو العباس بن سریج جو ایک زبردست شافعی فقیہ و عالم ہیں، اس سے مختلف رائے رکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ :

"فَاَکْمِلُوا عِدَّۃَ شَعْبَانَ ثَلَاثِیْن "

''شعبان کے پورے تیس دن مکمل کر لو''

اس حکم کے مخاطب عوام الناس ہیں جب کہ کے مخاطب کچھ خاص لوگ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو فلکیات کے اعداد و شمار کا علم رکھتے ہیں اور ان اعداد و شمار کی بنا پر وہ چاند کے طلوع ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کچھ یقینی بات کہہ سکتے ہیں۔ ورنہ ایک عام آدمی جسے فلکیات کا علم نہیں ہے چاند کے طلوع ہونے کا اندازہ کیسے لگا سکتا ہے۔ گویا "فَاقْدُرُوالَہُ" کا مفہوم ان کے نزدیک یہ ہے کہ اعداد و شمار اور حساب کے ذریعے چاند کے طلوع ہونے کا اندازہ اور تخمینہ لگاؤ۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور حنبلی مسلک کے علماء کہتے ہیں کہ اعداد و شمار اور حساب کے ذریعے چاند کے طلوع ہونے کا اندازہ کرنا شرعاً جائز نہیں ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اِنَا اُمّۃ اُمِیّۃٌ لَا نَکْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ" (بخاری ، مسلم)

''ہم ایسی اُمت ہیں جو ناخواندہ ہیں نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ حساب لگانا جانتے ہیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات چاند کے طلوع کا حساب لگانے کے سلسلے میں فرمائی تھی کہ ہم توان پڑھ لوگ ہیں چاند کے طلوع کا حساب کتاب لگانا کہاں آتا ہے۔ اس بنا پر حنبلی رحمۃ اللہ علیہ مسلک کے ماننے والے کہتے ہیں کہ اگر ہم مسلمانوں کو اس بات کا مکلف کردیا جائے کہ ہم اعداد وشمار کے ذریعے چاند کے طلوع ہونے کا اندازہ لگائیں تو یہ بڑی پریشان کن بات ہوگی۔ کیونکہ فلکیات کے اعداوشمار سے واقف کارحضرات مسلمانوں میں شاذونادرہی پائے جاتے ہیں اوروہ بھی صرف بڑے شہروں میں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس حدیث سے یہ مفہوم اخذکرنا کہ اعدادوشمار کے ذریعے چاند کے طلوع کا اندازہ لگانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، غلط ہے۔ اس حدیث میں فقط اتنی بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے کے مسلمانوں کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اُمت اَن پڑھ ہے۔ یہ حساب کتاب اور اعدادوشمار سے ناواقف ہے۔ اس لیے اس اُمت سے کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ چاند کے طلوع ہونے کا ٹھیک ٹھیک اندازہ لگا سکتی ہے اس حدیث میں حساب لگانے اوراعدادوشمار کرنے سے منع کیا گیا ہے اورنہ اس بات کی ترغیب دی گئی ہے۔ کہ ہم اَن پڑھ اُمت ہیں اور ہمیشہ اَن پڑھ رہیں۔ چنانچہ اس اُمت میں جہالت اورناخواندگی کے خلاف آواز اُٹھانے والے سب سے پہلے شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ اوراسی اسلامی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ جلد ہی مسلمانوں میں تعلیم عام ہوگئی۔ وقت کے جید علماء پیدا ہوئے اوروہ دور بھی آیا جب مسلمانوں میں سائنس داں، علماء ومشائخ اور ہر علم کے ماہرین کی اچھی خاصی تعدادپائی جانے لگی۔

یہ کہنا بھی غلط ہے کہ فلکیات کا علم صرف شاذونادرہی لوگ رکھتے ہیں اوروہ بھی صرف بڑے شہروں میں۔ یہ بات پرانے زمانے میں توصحیح ہوسکتی تھی لیکن آج کے اس ترقی یافتہ دور میں صحیح نہیں کیونکہ اب علم فلکیات دنیا کی تمام یونیورسٹیوں میں پڑھایا جاتا ہے۔

چاند کے گردش اوراس کے مدارج پرنگاہ رکھنے کےلیے بڑی بڑی رصد گاہیں بنائی گئی ہیں اور فضا میں متعدد سیارچے (Satellite) تیر رہے ہیں، جن سے چاندکی گردش کی مکمل خبر رہتی ہے۔ ان تمام ذرائع سے اب اس بات کا صدفی صد یقینی علم رکھنا بہت آسان ہوگیا ہے کہ چاند کسی شہر میں کتنے بج کرکتنے منٹ پر طلوع ہوگا۔ اب علم کے معاملہ میں بڑے اورچھوٹے شہروں کی کوئی تفریق نہیں رہ گئی ہے۔ اس لیے کہ ذرائع مواصلات اتنے تیز ہیں کہ کوئی بھی خبر پل بھر میں ساری دنیا میں پھیل جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دورحاضر کے علماء کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ چاند کے طلوع ہونے یا نہ ہونے کے سلسلے میں علم فلکیات کی خدمت حاصل کی جائے۔ کیونکہ یہ علم صدفی صد صحیح واقفیت فراہم کرسکتا ہے۔ اس طرح سے ہر قسم کے اختلاف سے بچا جاسکتا ہے۔

بہت سے لوگ اس غلط فہمی میں مبتلاہیں کہ فلکی اعدادوشمار سے مراد وہ جنتریاں یا کیلنڈر ہیں، جن میں سال بھر کی تاریخ، نمازوں کے اوقات، قمری مہینوں کا اندراج اورنہ جانے کیا کیا ہوتا ہے۔ یہ جنتریاں ہمارے بازاروں میں بھی شرکت سے فروخت ہوتی ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ دن تاریخ اور وقت کے معاملہ میں ان جنتریوں میں بڑا اختلاف ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جنتریاں جومعلومات فراہم کرتی ہیں ان کی بنیاد ٹھوس علمی اورسائنسی حقائق پر نہیں ہوتی۔ اس لیے ان جنتریوں پر اعتماد کرنا غلط ہے۔ فلکی اعدادوشمار سے مراد وہ ٹھوس علمی اورسائنسی معلومات ہیں جو فلکی رصد گاہیں (دوربین) سیارچے (Satellite) اور علم فلکیات پش کرتے ہیں۔ اورجن کی بنیاد تجربے اور مشاہدے پر ہوتی ہے اورجن میں غلطی کا احتمال تقریباًنا ممکن ہوتا ہے۔

بعض علماء اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ ہمیں علم فلکیات اوراس کی فراہم کردہ معلومات کے چکر میں نہیں پڑنا چاہیے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اورروزہ ختم کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم چاند دیکھ کرہی روزہ رکھیں اور عید منائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ علم فلکیات کی فراہم کردہ معلومات کو نظرانداز کردینا اور صرف چاند دیکھنے پراصرار کرنا صحیح بات نہیں ہے کیوں کہ :

1۔ یہ بات خلاف عقل ہوتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسی قوم کو علم فلکیات کے ذریعہ اوراعدادوشمار کے ذریعہ چاند کی رویت کا فیصلہ کرنے کا مشورہ دیتے جواَن پڑھ اورناخواندہ تھی۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی اعتراف کیا کہ ہم توناخواندہ امت ہیں، ہمیں لکھنا اورحساب رکھنا کہاں آتا ہے۔ اس ناخواندہ قوم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی رویت کےلیے ایسے طریقہ کار کا حکم دیا، جو اس کے بس میں تھا اور جواس قدیم زمانے میں ہر شخص کےلیے آسان ترین طریقہ تھا اوروہ تھا آنکھوں سے چاند دیکھنا۔ اب اگر اس ترقی یافتہ زمانے میں چاند کا پتہ کرنے کےلیے دوسرے یقینی ذرائع میسر ہیں توان ذرائع کے استعمال میں کیا قباحت ہوسکتی ہے؟

2۔ دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند دیکھنے کے علاوہ "فَاقْدِرُوالَہُ" کا بھی حکم دیا ہے۔ اس جملہ کا سیدھا سادھا ترجمہ یہ ہے کہ "چاند کا اندازہ کرلو" ظاہر ہے کہ علم فلکیات کے اعداد وشمار بھی تو اندازہ کرنے کا ایک یقینی طریقہ ہے۔

3۔ حدیث میں چاند دیکھ کر روزہ رکھنے کا حکم ہے لیکن اصل مقصد چاند دیکھنا نہیں ہے بلکہ اصل مقصد صحیح وقت پر روزہ رکھنا ہے۔ اس اصل مقصد کے حصول کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانے کے لحاظ سے ایک آسان طریقہ چاند دیکھنا بتایا ہے۔

لیکن اس حدیث میں اس بات کی ممانعت نہیں ہے کہ ہم دوسرے طریقے اختیار نہیں کرسکتے۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں اگر اصل مقصد کے حصول کے لیے دوسرے بہتر طریقے میسر ہیں تو انھیں اختیار کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ خاص کر ایسی صورتِ حال میں کہ چاند کا دیکھنا اس دور میں کافی مختلف فیہ مسئلہ بن چکا ہے۔ اس کی وجہ سے بڑے مسائل پیدا ہوگئے ہیں۔ اگر علم فلکیات کے اعداد وشمار کے ذریعے ان مسائل اور اختلاف کو ختم کیا جاسکتا ہے، تو ہمیں چاہیے کہ ہم اس طریقہ کار کو اختیار کریں۔

مختصر یہ کہ میں طویل عرصہ سے اپنے مسلمان بھائیوں سے اپیل کرتا آیا ہوں کہ ہر سال عید اور رمضان کے موقع پر چاند کی وجہ سے ہمارے درمیان جو شدید اختلافات رونما ہوجاتے ہیں بلکہ بات لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے، یہ کافی افسوس ناک صورت حال ہے اور اسے ختم ہونا چاہیے۔

اگر ہم دیکھنے کے ساتھ ساتھ علم فلکیات، رصد گاہوں اور سیٹلائٹ وغیرہ کی مدد حاصل کریں تو صد فیصد یقین کے ساتھ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ چاند کس شہر میں کس وقت طلوع ہوگا اور اس طرح اس جھگڑے پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہم غیر مسلموں کے سامنے اپنے اتحاد واتفاق کا نمونہ بھی پیش کرسکتے ہیں۔

اگر سارے ملک میں ایک ساتھ رمضان اور عید منائیں۔ اگر سارے ملک میں ایک ساتھ رمضان اور عید کرنا ممکن نہ ہوسکے تو کم ازکم اتنا ضرور ہونا چاہیے کہ ایک علاقے کی حد تک رمضان اور عید ایک ساتھ ہو۔ کیونکہ یہ صورتحال نہایت تکلیف دہ ہے کہ ایک ہی علاقہ اور شہر میں دو الگ الگ دنوں میں عید کی نماز پڑھی جائے اور دو الگ الگ دنوں میں رمضان کا آغاز ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا دین اسلام اس قسم کے تفرقہ کی بالکل اجازت نہیں دیتا۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

ارکانِ اسلام اور عبادات، جلد: 2، صفحہ: 85

محدث فتویٰ